www.KitaboSunnat.com

حافظ انس نضر مدنی☆، حافظ مصطفیٰ راسخ
نظر ثانی: ڈاکٹر قاری اَحمد میاں تھانوی*

پاکستانی مصاحف کی حالتِ زار اور معیاری مصحف کی ضرورت

قرآن مجید دین وشریعت کی اساس اور اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس کی اسی اہمیت کے پیش نظر شروع سے ہی انتہائی اہتمام کے ساتھ اس کی ترویج واشاعت ہوئی۔ گذشتہ چودہ صدیوں میں مختلف انداز میں کتابی صورت میں یہ ہم تک منتقل ہوتا چلا آرہا ہے۔ البتہ جب سے دُنیا میں طباعت خانوں کا آغاز ہوا تو قلمی کتابت کے بجائے قرآن مجید باقاعدہ مطبع خانوں میں پرنٹ ہونے لگا۔ یہی وہ دور ہے جس میں قرآن مجید کی مخصوص کتابت کے مسلم اُصول وضوابط سے بتدریج انحراف شروع ہوا تاآنکہ رسم وضبط، فواصل ووقوف کی غلطیاں مطبوع مصاحف میں عام ہوگئیں۔ اس خلاء وکمی کو محسوس کرتے ہوئے مصحف کو فنی اُمور کے مطابق طبع کرنے کا دوبارہ آغاز مصر میں جلیل القدر محقق اور عالم قراءات رضوان بن محمد مخلّلاتي رحمہ اللہ نے کیا۔ علامہ مخلّلاتي کا کام انتہائی عظیم الشان تھا لیکن ان کا کام مصحف کو صرف رسم عثمانی کی پابندی کے ساتھ طبع کرنے کے احیاء کا تھا، یہی وجہ ہے کہ اس مصحف میں متقدمین کے علم ضبط کی مکمل پابندی ملحوظ نہیں رکھی گئی، چنانچہ والی مصر ملک فواد اوّل مرحوم نے حکومتی سطح پر دوبارہ قرآن مجید کو تمام فنی اُمور کی پابندی کے ساتھ طبع کرنے کا پروگرام بنایا اور شیخ المقاری المصریة علامہ علی خلف الحسیني رحمہ اللہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی کی تحقیق سے ایک معیاری نسخہ طبع کروایا۔ یہ تسلسل برقرار رہا یہاں تک کہ سعودی فرمانروا ملک فہد بن عبدالعزیز مرحوم نے دوبارہ اسی کام کو مزید تحقیقی معیار کے ساتھ یوں آگے بڑھایا کہ مدینہ نبویہ میں اشاعت قرآن کا ایک عالمی ادارہ مجمع الملك فهد لطباعة القرآن الكريم کے نام سے کھولا اور دنیا بھر کے ممتاز ترین علمائے رسم وضبط اور ماہرین قراءات وتفسیر کو اکٹھا کرکے پوری محنت اور کوشش کے ساتھ کئی سال کی محنت سے ایک معیاری ترین مصحف تیار کرکے طبع کردیا، جسے مصحف المدينة النبوية کا نام دیا گیا۔

پاکستان میں عرصہ دراز سے ضرورت محسوس ہورہی تھی کہ اُردو دان طبقہ کیلئے بھی ان کی مانوس اصطلاحاتِ ضبط کے ساتھ ایک معیاری ترین مصحف کو طبع کیا جائے۔ قیامِ پاکستان کے بعد شروع میں قانونی طور پر 'انجمن حمایت اسلام' کا شائع کردہ قرآن اربابِ اقتدار نے ماہرین فن کے مشورہ سے بطورِ قانون نافذ کردیا جس کی پابندی بعد ازاں طبع ہونے والے تمام مصاحف میں لازم قرار دی گئی، لیکن بہرحال 'انجمن' کا مذکورہ مصحف کوئی معیاری مصحف نہیں تھا، صرف وقتی طور پر اسے حکومت نے ایک قانونی مقام دے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ عرصہ دراز سے ماہرین کا حکومت سے بھرپور تقاضا چلا آرہا ہے کہ مصحف مدینہ یا مصحف مصر وغیرہ کے انداز پر پاکستان کیلئے بالخصوص اور برصغیر

☆ فاضل كلية الشريعة مدینہ یونیورسٹی، فاضل كلية القرآن، جامعہ لاہور، انچارج مجلس التحقیق الاسلامی
* رئیس لجنة مراجعة المصاحف، وزارت اوقاف، پاکستان...... رئیس قسم القراءات، جامعہ دار العلوم الاسلامیہ، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیلئے بالعموم ایک معیاری محقق نسخہ تیار کر کے اسے طبع کروا کر قانونی حیثیت دی جائے لیکن اس سلسلہ میں حکومت مسلسل مجرمانہ غفلت سے کام لے رہی ہے۔ شیخ القراء ڈاکٹر قاری اَحمد میاں تھانوی حفظہ اللہ ماہرین فن کی نمائندگی میں عرصہ دراز سے وفاقی وزارت مذہبی امور اور وزارت اوقاف وغیرہ کو اس طرف متوجہ کرتے آرہے ہیں لیکن صورتحال میں کسی طرح کوئی فرق نہیں آیا۔

رُشد قراءات نمبر کی حالیہ اشاعتوں کی آخر میں بطور سفارشات کے ہم نے ضروری خیال کیا کہ دیگر اُمور کی توضیح کے ساتھ ساتھ حکومتِ وقت کو اس ضرورت کا احساس بھی دلائیں کہ اللہ تعالیٰ کی کلام کے سلسلہ میں اس قسم کی لاپروائی انتہائی خطرناک ہے، جس کے بارے میں اللہ کے حضور جوابدہی سے ڈرنا چاہئے۔ زیر نظر مضمون کو اسی پس منظر اور احساس کے ساتھ قارئین رُشد کو مطالعہ میں لانا چاہئے اور اس کارخیر کیلئے جہاں تک ممکن ہو سکے حکومت پر دباؤ ڈالنا چاہئے کہ وہ اس اہم کام کو سرانجام دے۔ ہم شیخ القراء قاری احمد میاں تھانوی حفظہ اللہ کے انتہائی شکرگزار ہیں کہ انہوں نے اپنی کثرتِ مصروفیات کے باوجود اس مضمون کی نظر ثانی اور تہذیب وتنقیح کیلئے محنت فرمائی۔ [ادارہ]

قرآنِ مجید وہ عظیم الشان کتاب ہے، جسے خالقِ کائنات کا کلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ قرآنِ مجید کی اس عظمت وشان کی بنا پر مسلمانوں نے اس کے اندر پنہاں علوم وفنون پر لاتعداد کتب تصنیف فرمائی ہیں اور اس خدمت کو اللہ کے ساتھ اپنے تقرب کا ذریعہ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ انہوں نے اس عظیم الشان کتاب کو نازل فرمایا ہے اور وہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ [الحجر: ۹]

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی ہر پہلو سے حفاظت فرمائی ہے، خواہ اس کے معانی ہوں یا اس کے الفاظ، اہل علم نے قرآن مجید کے معانی اور الفاظ [Text] ہر دو پہلوؤں پر تفصیلی کتب تحریر فرما کر اللہ کے وعدہ کی تکمیل فرما دی ہے۔ تاکہ بعد میں آنے والے مسلمان ان کتب سے رہنمائی حاصل کر سکیں اور اس عظیم الشان آسمانی کتاب کی تلاوت وکتابت کا حق ادا کر سکیں۔

قرآنِ مجید کے متعدد علوم وفنون میں سے علم الرسم اور علم الضّبط اس کے متن [Text] کے ساتھ براہِ راست جبکہ علم الوقف اور علم الفواصل یک گونہ تعلق رکھتے ہیں اور اہل علم نے ان علوم کی جزئیات پر تفصیلی کتب تحریر فرما کر قرآن مجید کے ایک ایک کلمہ کے رسم، ضبط اور ان میں موجود علامات وقف کی تعیین فرما دی ہے۔ نیز یہ بات یاد رہے کہ رسم عثمانی کے مطابق قرآن مجید کی کتابت کرنا واجب اور ضروری ہے اور اس کے خلاف لکھنا حرام ہے۔[جیسا کہ راقم کے مضمون رسم عثمانی کی شرعی حیثیت' ماہنامہ رشد قراءات نمبر اول' میں گذر چکا ہے۔]

قرآنِ مجید کی اس عظمت وشان کو سامنے رکھتے ہوئے چاہئے تو یہ تھا کہ ہم قرآنی مصاحف کی طباعت کے معاملے انتہائی احتیاط کرتے ہوئے سلف کی تحریر کردہ کتبِ رسم وضبط کو مدنظر رکھتے، متن قرآنی کو رسم عثمانی کے مطابق لکھتے اور سلف کی تحریر کردہ مستند کتب کو سامنے رکھ کر اس کی علاماتِ ضبط لگاتے۔ نیز سیاق وسباق اور معنویت کو سامنے رکھتے ہوئے علاماتِ وقف لگاتے، تاکہ حفاظت الٰہی کا وعدہ بھی پورا ہو سکے اور فرض کی ادائیگی بھی ہو جائے، لیکن ہمارے ہاں پاکستان میں طباعتِ مصاحف کی صورت حال انتہائی نازک ہے، جس میں مجرمانہ کوتاہی کا ارتکاب کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جارہا ہے۔ قیام پاکستان سے لے کر آج تک رسم، ضبط اور رموز واوقاف کا لحاظ رکھتے ہوئے مصاحف کی مراجعت کا کوئی مستند سرکاری یا پرائیویٹ ادارہ قائم نہیں ہوسکا۔ بغرض تجارت، رسم وضبط اور رموز واوقاف وغیرہ کی مراجعت اور تصحیح کے بغیر ہی گھٹیا کاغذ اور کمزور جلد بندی کے ساتھ مصاحف شائع کیے جارہے ہیں، جن میں رسم، ضبط، آیات اور اوقاف کے متعدد غلطیاں پائی جاتی ہیں اور تو اور کئی مصاحف ایسے ہیں جن کی طباعت اتنی ہلکی ہے کہ بعض صفحات پر الفاظ پڑھنا ممکن نہیں حالانکہ طباعت مصاحف کے اس عظیم الشان کام کو تو ایک مشن اور مقدس فریضہ سمجھ کر کیا جانا چاہیے تھا، کتابت وطباعت کے تمام تقاضوں کا لحاظ رکھا جاتا اور قرآن مجید کی کتابت سلف کی تحریر کردہ کتب کے مطابق کی جاتی، جو ہمارے لئے صدقہ جاریہ ہوتا۔

پاکستانی مطبوعہ مصاحف میں اغلاط

پاکستان میں متعدد ادارے اور مطابع قرآن مجید کی طباعت کر رہے ہیں، لیکن افسوس ناک امر یہ ہے کہ [مکتبہ دارالسلام لاہور، جنہوں نے حال ہی میں رسم عثمانی کے مطابق ایک مصحف شائع کیا ہے، کے علاوہ] کسی بھی ادارے کا مطبوعہ قرآن مجید رسم عثمانی کے اصولوں پر پورا نہیں اترتا۔ نیز ان مصاحف میں فواصل، ضبط اور اوقاف کی تعیین کی بھی متعدد اغلاط پائی جاتی ہیں۔

بطور مثال ہم نے ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۹۔الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور کے مطبوعہ پاروں کا جائزہ لیا تو تیس پاروں کے اندر رسم اور ضبط کی متعدد اغلاط پائی گئیں جہاں علم الرسم اور علم الضبط کے اصولوں کے خلاف کتابت کی گئی ہے۔ کلیة القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ کے فاضل محققین نے محنت شاقہ فرما کر عرصہ چار ماہ میں رسم اور ضبط کی ان تمام اغلاط پر نشان لگا دیئے ہیں اور ان غلطیوں کو شمار بھی کر دیا ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پارہ	رسم کی اغلاط	ضبط کی اغلاط	ہمزہ کی اغلاط
1	76	1473	851
2	78	1404	1065
3	58	1488	1046
4	91	1545	948
5	73	1636	927
6	54	1554	1118
7	54	1525	1028
8	54	1402	883
9	67	1424	992
10	131	1573	1018
11	44	1344	672
12	62	1169	900
13	54	1163	968

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

14	56	1077	746
15	45	1035	837
16	62	1325	930
17	57	1526	895
18	76	1675	947
19	53	1610	1010
20	58	1350	979
21	81	1349	967
22	56	1295	847
23	121	1509	964
24	49	1216	881
25	41	1423	1280
26	108	1546	981
27	176	1495	998
28	126	1637	1195
29	83	1517	899
30	81	1300	1004

مذکورہ اعداد وشمار سے ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے پاکستان میں قرآن مجید جیسی عظیم الشان کتاب کی مراجعت وتصحیح کا سرے سے کوئی نظام ہی نہیں ہے۔ان اغلاط میں سے رسم کی غلطیاں ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہیں خصوصاً جب کہ ہمارے دینی مدارس میں علم الرسم پر ضخیم کتب پڑھائی جاتی ہیں اور علم الرسم کے ماہرین کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔تمام اہل علم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کو رسم عثمانی کے مطابق لکھنا فرض اور واجب ہے اور اس کے خلاف لکھنا حرام ہے۔رسم عثمانی کے مطابق کتابت کے وجوب کے باوجود ہر پارے میں اتنی اغلاط کا وجود سمجھ سے بالا تر ہے کہ ایک واجب کی ادائیگی میں اتنی بڑی کوتاہی!!! محکمہ اوقاف کی طرف سے مقرر کردہ لائسنس ہولڈر پروف ریڈرز کو بھی چاہیے کہ وہ صرف 'حروف ریڈنگ' کی بجائے حقیقی پروف ریڈنگ کو شیوہ بنائیں جس میں رسم، ضبط، فواصل اور اوقاف کا بھی خصوصی دھیان رکھیں۔اگر وہ علم الرسم وغیرہ سے نابلد ہیں تو سب سے پہلے ان علوم پر دسترس حاصل کریں اور پروف ریڈنگ کرتے وقت رسم کا خصوصی دھیان رکھیں۔صرف زبر، زیر، پیش، شد اور مد وغیرہ کی پروف ریڈنگ کر کے تصحیح کا سرٹیفکیٹ جاری کر دینا کتاب اللہ کا استخفاف اور اپنی جان پر ظلم ہے۔

ضبط چونکہ توقیفی نہیں بلکہ اجتہادی ہے تو اس کی اغلاط میں کسی حد تک گنجائش ہوسکتی ہے، لیکن رسم کے توقیفی (اور صحتِ قراءت کا ایک معیار) ہونے کی وجہ سے اس کی اغلاط ناقابل قبول اور گناہ کا باعث ہیں، لیکن اہل فن کے ہاں ضبط کی غلطی کو بھی معیوب جانا جاتا ہے۔بہتر یہی ہے کہ خالق کائنات کی اس عظیم الشان کتاب میں رسم وضبط اور فواصل واوقاف کی کوئی غلطی نہ پائی جائے تاکہ اس کی عظمت کا حق ادا ہو سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افسوسناک امر یہ ہے کہ پاکستان میں طبع ہونے والے تمام مصاحف کا تقریباً یہی حال ہے، جن میں فواصل، رسم اور ضبط کی متعدد اغلاط پائی جاتی ہیں، بعض مصاحف میں ذرا کم ہیں اور دیگر مصاحف میں کچھ زیادہ ہیں۔ بطور نمونہ طباعت قرآن کے معروف ادارے 'تاج کمپنی' کی طرف سے شائع شدہ بعض مصاحف میں موجود رسم اور ضبط کی چند غلطیاں ہم ذیل میں آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں:

اغلاطِ رسم کی چند مثالیں

	غلط کتابت	صحیح رسم عثمانی
۱	أَصَابِعَهُمْ	أَصٰبِعَهُمْ
۲	الصَّوَاعِقِ	الصَّوٰعِقِ
۳	الْقَوَاعِدَ	الْقَوٰعِدَ
٤	بِخَارِجِيْنَ	بِخٰرِجِيْنَ
٥	عَاكِفُوْنَ	عٰكِفُوْنَ
٦	وَالرَّاسِخُوْنَ	وَالرّٰسِخُوْنَ
٧	وَالْقَنَاطِيْرِ	وَالْقَنٰطِيْرِ
٨	الْمَاكِرِيْنَ	الْمٰكِرِيْنَ

رسم عثمانی کے مطابق مذکورہ تمام کلمات تمام مصاحف عثمانیہ میں بغیر الف کے ہی مکتوب ہیں اور رسم کی جمیع کتب مثلا المقنع في معرفة رسم مصاحف الأمصار از امام ابی عمرو عثمان بن سعید الدانی رحمہ اللہ، مختصر التبیین لهجاء التنزيل از امام ابی داؤد سلیمان بن نجاح رحمہ اللہ، عقیلة أتراب القصائد في بيان رسم المصاحف از قاسم بن فیرہ الشاطبی رحمہ اللہ، دلیل الحیران شرح مورد الظمآن في رسم وضبط القرآن از مارغنی التونسی رحمہ اللہ، جامع البيان في معرفة رسم القرآن از علی اسماعیل السید ہنداوی رحمہ اللہ، سمير الطالبين في رسم وضبط الكتاب المبين از علی محمد الضباع رحمہ اللہ اور نشر المرجان في رسم نظم القرآن از محمد غوث بن ناصر الدین محمد بن نظام الدین احمد النائطی الارکاتی رحمہ اللہ وغیرہ میں بھی الف کے بغیر ہی مکتوب ہیں، جبکہ ہمارے ہاں مطبوعہ مصاحف میں ان تمام کلمات کو رسم عثمانی کے خلاف الف کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ یہ چند امثلہ صرف بطور مثال ذکر کی گئی ہیں ورنہ اس قسم کی صریح غلطیاں مطبوع مصاحف میں عام ہیں۔

اغلاط ضبط کی چند مثالیں

	غلط ضبط	صحیح ضبط
۱	اَلْحَمْدُ	الْحَمْدُ
۲	الدِّيْنِ	الدِّينِ
۳	مِنْ قَبْلِكَ	مِن قَبْلِكَ
٤	يَعْتَذِرُوْنَ	يَعْتَذِرُونَ
٥	وَلٰكِنْ لَّا	وَلٰكِن لَّا
٦	سُنْۢبُلٰتٍ	سُنۢبُلٰتٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◉ پاکستانی مصاحف میں ضبط کی بعض اغلاط ایسی ہیں کہ بعض مقامات پر الف لکھا ہوا ہے مگر اس کے سائیلنٹ [یعنی وصلاً ووقفاً نہ پڑھے جانے] کی کوئی علامت نہیں لگائی گئی، مثلاً لفظ ﴿ قَالُوٓا ﴾ [البقرۃ: ۱۱] کے آخر میں الف موجود ہے مگر اس پر کوئی علامت موجود نہیں ہے کہ اس کو پڑھا جائے گا یا نہیں، حالانکہ اس الف کے اوپر ایسی علامت ہونی چاہئے تھی جس سے پتہ چلتا کہ یہ الف پڑھنے میں نہیں آتا جیسا کہ مجمع ملک فہد کے مطبوعہ مصاحف میں اس الف کے اوپر چھوٹے سے ترچھے گول دائرے کی علامت لگائی گئی ہے۔ اسی طرح لفظ ﴿ لِشَاْیءٍ ﴾ [الکھف: ۲۳] ہے اس کا رسم تو درست لکھا ہوا ہے مگر اس میں شین کے بعد موجود الف پر کوئی علامت نہیں ہے حالانکہ اس جگہ بھی ﴿قَالُوٓا﴾ کی طرح کوئی علامت ہونی چاہئے تھی جس سے پتہ چلتا کہ یہ الف وصلاً ووقفاً دونوں صورتوں میں پڑھنے میں نہیں آتا۔ مجمع ملک فہد کے مطبوعہ مصاحف میں اس جگہ بھی مخصوص علامت موجود ہے۔

◉ اسی کلمہ طرح ﴿إِنْ أَنَا إِلَّا﴾ [الأعراف: ۱۸۸] کا الف وصلاً نہیں پڑھا جاتا لیکن وقفاً پڑھا جاتا ہے لہٰذا اس الف کے اوپر بھی کوئی ایسی علامت ہونی چاہئے تھی جو ﴿ قَالُوٓا ﴾ میں موجود الف کی علامت سے مختلف ہوتی اور اس پر دلالت کرتی کہ یہ الف صرف وقفاً پڑھا جاتا ہے۔ لیکن پاکستانی مصاحف میں سرے سے اس الف پر کوئی علامت موجود ہی نہیں ہے۔ ایک عامی شخص تو اسے ﴿ فِيهَا ﴾ کی طرح وصلاً بھی لمبا کر کے ہی پڑھے گا اور بعد میں الف کی موجودگی کی بنا پر مد منفصل سمجھتے ہوئے شائد مد بھی کردے۔ مجمع ملک فہد کے مطبوعہ مصاحف میں اس جگہ الف کے اوپر ترچھے کے بجائے سیدھا گول دائرہ ڈالا گیا ہے۔

◉ پاکستانی مصاحف میں کلمہ ﴿ لِّأَنْعُمِهِ اِجْتَبٰهُ ﴾ [النحل: ۱۲۱] کا ضبط ہاء کی کھڑی زیر اور ہمزۂ وصلی کے نیچے زیر کے ساتھ مرسوم ہے۔ حد تو یہ ہے کہ بعض مصاحف میں اسے مد منفصل سمجھتے ہوئے [لِّأَنْعُمِهٖ] کی ہاء پر مد بھی ڈالی ہوئی ہے۔ اگر [لِّأَنْعُمِهٖ] پر وقف کر کے [اِجْتَبٰهُ] سے ابتداء کی جائے تو مذکورہ ضبط کی کچھ سمجھ آجاتی ہے، مگر وصلاً اس ضبط کی کچھ سمجھ نہیں آتی کہ اس کو کیسے پڑھا جائے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ضبط وصل کے موافق ہوتا ہے، لہٰذا یہاں بھی وصل کا اعتبار کرتے ہوئے ہاء کے نیچے زیر جبکہ ہمزۂ وصلی کو حرکت سے خالی ہونا چاہئے تھا۔ مجمع ملک فہد کے مصاحف میں ایسے ہی لکھا گیا ہے۔

◉ اسی طرح کلمہ ﴿ فِي السَّمٰوٰتِ اِيْتُوْنِيْ ﴾ [الأحقاف: ۴] کا ضبط تاء اور ہمزۂ وصلی کے کسرہ اور ہمزہ کے بعد یاء ساکنہ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اگر اسے ملا کر پڑھا جائے تو ﴿ فِي السَّمٰوٰتِ ائْتُوْنِيْ ﴾ پڑھا جائے گا۔ یہاں بھی وصل کا اعتبار کرتے ہوئے ہمزۂ وصلی کو حرکت سے خالی اور اس کے بعد یاء کی بجائے ہمزہ لکھا ہونا چاہئے۔

◉ اسی طرح پاکستانی مصاحف میں ہمزہ قطعی اگر الف کی کرسی کے ساتھ ہو تو اس کے اوپر یا نیچے ہمزہ ڈالنے کی بجائے فقط حرکت ڈال دی جاتی ہے جیسے [اَلَم ، اِن ، اُولوا] حالانکہ الف کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ الف خالی لکھا جاتا ہے اس پر نہ حرکت ڈالی جاسکتی ہے نہ سکون، ویسے بھی یہاں الف بذاتِ خود مقصود ہی نہیں بلکہ ہمزہ پڑھنا مقصود ہے، الف تو صرف اس کی کرسی کا کام دے رہا ہے۔ جیسے [فِئَةٌ ، لُؤْلُؤًا] میں یاء اور واو اصل مقصود نہیں بلکہ وہ ہمزہ کی کرسی کا کام دے رہے ہیں، اگر ان میں بھی ہمزہ حذف کر دیا جائے [فِيَةٌ ، لُوْلُوًا] تو ادائیگی کیسے ہوگی؟ اگر یہ کہا جائے کہ مذکورہ ہمزہ کا تعلق رسم سے نہیں ہے بلکہ ضبط کے ساتھ ہے تو ہماری گزارش ہے کہ [ماء ، فئة ، لؤلؤ] جیسے کلمات کا ہمزہ بھی تو ضبط سے تعلق رکھتا ہے اگر یہ لکھا جاسکتا ہے تو وہ بھی لکھا جانا چاہئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- اسی طرح پاکستانی مصاحف میں نون قطنی بعض مقامات پر لکھا گیا ہے جبکہ دیگر بعض مقامات پر نہیں لکھا گیا۔ مثلاً تاج کمپنی کے مطبوعہ مصاحف میں ﴿ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۨ الْوَصِيَّةُ ﴾ [البقرۃ:۱۸۰] میں نون قطنی لکھا گیا ہے جبکہ سورۃ الاخلاص میں ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴾ [الاخلاص:۱،۲] پر نہیں لکھا گیا اور لفظ جلالہ کے ہمزہ وصلی پر زبر لگائی ہوئی ہے۔ حالانکہ وصلا دونوں کا حکم ایک جیسا ہے۔ اگر کوئی شخص ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴾ کو وصلا پڑھتا ہے تو کیسے پڑھے گا؟ عامی آدمی تو ﴿ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴾ میں وصل کے باوجود لفظ اللہ کے ہمزہ وصلی کو زبر دے کر ہی پڑھے گا جو صریح غلطی ہے۔
- پاکستانی مصاحف جس حرف کے اوپر کھڑا زبر ہو تو وہاں زبر نہیں ڈالی جاتی مثلاً ﴿ مٰلِكِ ﴾ حالانکہ کھڑا زبر الف کے قائم مقام ہوتا ہے اور اگر کسی حرف کے بعد الف ہو پھر اس حرف پر زبر ضرور ڈالی جاتی ہے مثلاً ﴿ كَمَا ﴾ تو اگر الف کی موجودگی میں پیچھے زبر ڈالی جاتی ہے تو کھڑا زبر (جو الف کے قائم مقام ہے) سے پہلے زبر کیوں نہیں ڈالی جاتی۔ ہمارے رائے میں اسے ﴿ مَٰلِكِ ﴾ لکھا جانا چاہئے جیسے مصحف مدینہ میں لکھا ہوا ہے۔
- پاکستانی مصاحف میں مد متصل اور منفصل کے ضبط میں فرق رکھا گیا ہے جو ایک مستحسن امر ہے، بالکل اسی طرح ضبط کی تمام کتابوں میں نون ساکن ونون تنوین اور میم ساکن کے ضبط میں بھی غنہ، عدمِ غنہ اور اظہار ادغام وغیرہ کے اعتبار سے فرق رکھا گیا ہے جس کا ہمارے مصاحف میں لحاظ نہیں رکھا گیا۔ بعض اصحابِ خیر نے ضرورت محسوس کرتے ہوئے اسی مقصد سے تجویدی قرآن چھاپے تاکہ اظہار ادغام اخفاء وغیرہ کو واضح کیا جا سکے۔ ہماری رائے میں اگر مصاحف میں نون ساکن ونون تنوین اور میم ساکن کے مخصوص ضبط کا خیال رکھا جائے تو اظہار ادغام اخفاء وغیرہ کا فرق بڑی حد تک خود بخود واضح ہو جائے گا۔ مثلاً کتبِ ضبط میں لکھا ہے کہ نون ساکن کے بعد اگر حروف حلقی آئیں تو نون کے اوپر سکون لکھا جانا چاہئے تاکہ نون کو خوب واضح کر کے اظہار کے ساتھ پڑھا جائے وگرنہ نون ساکن کو خالی رکھا جائے۔ مثلاً [مِنْ خَيْرٍ ، يَنْـَٔوْنَ ، مَن يَأْتِ ، مِن تَحْتِهَا ، مِن بَيْنِ] اور اگر نون ساکن کو خالی رکھا جائے اور اگلے حرف پر شد ڈالی جائے تو یہ ادغام تام کی علامت ہے اور اگر اگلے حرف پر تشدید نہ ہو تو یہ ادغام ناقص یا اخفا کی نشانی ہے، یہی معاملہ میم ساکن کا بھی ہے۔ اسی طرح تنوین کی دو صورتیں ہیں: متتالیتین (یعنی اوپر نیچے) اور متتابعتین (یعنی آگے پیچھے) متتالیتین کا معاملہ ایسے ہی ہے جیسے نون ساکن کے اوپر سکون ڈال دیا جائے اور متتابعتین خالی نون ساکن کی مثل ہے۔

اغلاط فواصل کی چند مثالیں

- روایت حفص کے مطابق ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴾ سورۃ الفاتحہ کی آیت ہے جبکہ ﴿ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴾ پر آیت نہیں ہے۔ لیکن ہمارے ہاں پاکستانی مصاحف میں ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴾ کو آیت شمار نہیں کیا گیا اور ﴿ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴾ پر آیت کا نشان لگانے کی بجائے صرف ۶ نمبر دے کر سورۃ الفاتحہ کی سات آیات پوری کر دی گئی ہیں۔ جو علم عدالآی کی رو سے صریح غلطی ہے۔ علامہ عبدالفتاح القاضی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والكوفِ مع ملكٍ يعد البسملة ۔۔۔ سواهما أولى عليهم عد له

’’یعنی کوفی اور مکی شمار میں بسم اللہ کو آیت شمار کیا گیا ہے جبکہ ان دونوں شماروں کے علاوہ دیگر شمار پہلے علیہم پر آیت شمار کرتے ہیں۔ [الفرائد الحسان فی عدّ آي القرآن ، سورة الفاتحة]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- روایتِ حفص کے مطابق سورۃ النساء کی آیت نمبر۱۷۳ میں ﴿فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ پر آیت نہیں ہے اور سورۃ النساء کی ۱۷۶ آیات ہیں۔مجمع ملک فہد کے مطبوعہ مصاحف میں بھی یہاں آیت نہیں ہے، جبکہ پاکستانی مصاحف میں سے بعض میں اس جگہ آیت شمار کی گئی ہے اور دیگر بعض مصاحف میں آیت شمار نہیں کی گئی۔ ہمارے پاس تاج کمپنی کے دو ایڈیشن موجود ہیں اور ان دونوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ایک طبع میں یہاں آیت شمار کی گئی ہے اور سورۃ النساء کی مکمل آیات ۱۷۷ کر دی گئی ہیں، جبکہ دوسرے طبع میں یہاں آیت شمار نہیں کی گئی اور سورۃ النساء کی ۱۷۶ آیات کر دی گئی ہیں۔ روایت حفص میں اس مقام پر آیت شمار کرنا علم عدالآی کی روشنی میں صریح غلطی ہے۔الشیخ عبدالفتاح القاضی رحمہ اللہ اس ضمن میں الفرائد الحسان،سورۃ النساء میں فرماتے ہیں:

وذا أليمًا آخرا به انفرد

''یعنی آخری [أليما] پر آیت شمار کرنے میں شامی منفرد ہے۔'' جبکہ روایتِ حفص کوفی شمار کے مطابق ہے۔

- شمار آیات میں غلطی کا یہی حال سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۷۳ میں بھی ہے کہ ایک طبع میں [وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ] پر آیت شمار کی گئی، جبکہ دوسرے طبع میں آیت شمار نہیں کی گئی۔علم عدالآی کی رو سے روایت حفص میں یہاں آیت نہیں ہے۔صاحب فرائدالحسان سورۃ الانعام میں فرماتے ہیں:

ک فيكون الدّين شام بصري

''یعنی [فیکون] پر شامی اور بصری آیت شمار کرتے ہیں۔'' گویا کہ کوفی شمار میں اس جگہ آیت نہیں ہے۔

پاروں اور رکوعات کی درستگی

- پاکستانی مصاحف میں چودہواں پارہ ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ [الحجر:۲] سے شروع ہوتا ہے اور اس سے قبل سورۃ الحجر کی صرف ایک آیت مبارکہ کو تیرہویں پارے میں ڈال دیا جاتا ہے۔پاروں کی تقسیم چونکہ اجتہادی ہے لہٰذا اگر اس پارے کو سورۃ الحجر سے ہی شروع کر دیا جاتا [جیسا کہ مجمع ملک فہد کے مطبوعہ مصاحف میں ہے] تو اس میں آسانی کے ساتھ ساتھ اس کی خوبصورتی میں بھی اضافہ ہو جاتا۔
- جہاں پارہ ختم ہو رہا ہو وہیں رکوع ختم ہونا چاہئے، کیونکہ پاروں اور رکوعات کا مقصد قرآن مجید کو معانی کے مطابق مختلف حصوں میں تقسیم کرنا ہے۔ جب ہم ربع، نصف اور ثلث پر رکوع کے ختم ہونے کا اہتمام کرتے ہیں تو پارہ کے اختتام پر رکوع کا اہتمام کرنا بالاولیٰ ہے۔
- رکوعات وضع کرنے کا مقصد نمازِ تراویح میں قرآن مجید پڑھنے کو برابر تقسیم کر کے آسان بنانا تھا، چاہئے تو یہ تھا کہ تمام رکوعات میں ایک اعتدال ہوتا اور تمام رکوع باہم تقریباً ایک جیسے ہوتے، جبکہ صورتحال اس سے مختلف ہے، بعض رکوع بہت زیادہ لمبے ہیں اور بعض بالکل ہی چھوٹے ہیں۔
- پاکستانی مصاحف میں سورۃ الواقعہ کا پہلا رکوع ﴿لِأَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ﴾ [الواقعة: ۳۷] پر ہے، حالانکہ سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ لوگوں کا تذکرہ اس سے اگلی دو آیات پر مکمل ہوتا ہے،معنوی اعتبار سے یہ رکوع اس سے اگلی دو آیات ﴿ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ○ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ﴾ [الواقعة: ۳۸،۳۹] پر مکمل ہونا چاہئے تھا۔

پاکستانی اور سعودی مصاحف میں رموز اوقاف کا فرق

صحیح تحقیق اور علمی مراجعت نہ ہونے کی وجہ سے پاکستانی مصاحف اور مجمع ملک فہد سے مراجعت شدہ مصاحف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رموز اوقاف میں بہت زیادہ فرق پایا جاتا ہے جس کو دیکھ کر بسا اوقاف عامی آدمی پریشانی کا شکار ہو جاتا ہے، لیکن چونکہ سعودی مصاحف ماہرین فن اور پوری دُنیا کے کبار اہل علم اور اصحاب تفسیر پر مشتمل ایک کمیٹی [جن کے نام ہر مصحف کے آخر میں درج ہیں] سے مراجعت شدہ ہیں، لہٰذا ہم انہیں ایک معیاری اور ماڈل مصحف کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ہم نے بطورمثال سورۃ البقرۃ کے پہلے دو رکوع میں رموز کا موازنہ کیا ہے، جو درج ذیل ہے:

کلمات قرآنیہ	رمز مصحف پاکستان	رمز مصحف مدینہ	کلمات قرآنیہ	رمز مصحف پاکستان	رمز مصحف مدینہ
آلٓمٓ	ج	--	ءَامَنَّا	صلے / ج	--
لِّلْمُتَّقِيْنَ	لا	--	شَيٰطِيْنِهِمْ	لا	--
رَّبِّهِمْ	ق	صلے	مَعَكُمْ	لا	--
سَمْعِهِمْ	ط	صلے	بِالْهُدَىٰ	ص	--
غِشٰوَةٌ	ز	صلے	نَارًا	ج	--
بِمُؤْمِنِيْنَ	م	--	لَا يَرْجِعُوْنَ	لا	--
ءَامَنُوْا	ج	--	وَبَرْقٌ	ج	--
يَشْعُرُوْنَ	ط	--	الْمَوْتِ	ط	ج
مَّرَضٌ	لا	--	أَبْصَٰرَهُمْ	ط	صلے
مَرَضًا	ج	صلے	فِيْهِ	لا / ق	--
أَلِيْمٌ	لا	--	قَامُوْا	ط	ج
فِي الْأَرْضِ	لا	--	وَأَبْصَٰرِهِمْ	ط	ج
السُّفَهَآءُ	ط	قلے			

مذکورہ رموز اوقاف کے وسیع فرق سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان رموز کی تعیین میں بہت زیادہ کام ہونے والا باقی ہے جس کیلئے اہل علم کو آگے آنا چاہئے اور اس فریضہ مقدس کو ادا کرنا چاہیے۔بعض مقامات تو ایسے ہیں کہ جہاں پاکستانی مصاحف میں تو رمز موجود ہے یا دو دو رمزیں لگا دی گئیں ہیں اور سعودی مصاحف میں سرے سے کوئی رمز موجود ہی نہیں ہے۔بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں دو متضاد رموز لگائی ہوئی ہیں،مثلاً تاج کمپنی کے مطبوعہ مصحف میں سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر۱۴ میں ﴿قَالُوٓا ءَامَنَّا﴾ کے بعد دو متضاد رموز [صلے] اور [ج] لگائی ہوئی ہیں۔[صلے] کا مطلب ہے کہ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے جبکہ [ج] کی رمز کا مطلب ہے کہ یہاں ٹھہرنا بہتر ہے۔اب قاری مذکورہ دونوں رموز میں سے کس پر عمل کرے؟ وقف کرے یا وصل؟

اغلاطِ اوقاف کی چند مثالیں

- ہر آیت مبارکہ پر وقف کرنا مستحب عمل ہے، کیونکہ نبی ﷺ ہر آیت مبارکہ پر وقف کیا کرتے تھے،جبکہ پاکستانی مصاحف میں ایک غلطی یہ بھی پائی جاتی ہے کہ متعدد مقامات پر آیات کے گول دائرے کے اوپر وقف نہ کرنے کی علامت لا لکھی ہوئی ہے۔(اسی طرح روایتِ حفص کے علاوہ دیگر شماروں کی آیات، جہاں بطور علامتِ آیت [۵] لکھا ہوتا ہے، اس میں بھی بعض مقامات پر [۵] کے اوپر لا کی علامت لکھی ہوئی ہے۔) حالانکہ ہر آیت پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقف کرنا مستحب عمل ہے، اور اس علامت کے ذریعے مستحب عمل سے روک دیا جاتا ہے۔ اس غلطی کو متعدد مصاحف کے ساتھ ساتھ تاج کمپنی کے مطبوعہ مصاحف میں سورۃ الناس کی تمام آیات میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

- پاکستانی مصاحف میں سورۃ اللّھب کی چوتھی آیتِ مبارکہ میں ﴿وَامْرَأَتُهُ﴾ کے بعد وقف مطلق کی علامت [ط] لگی ہوئی ہے حالانکہ اس جگہ یہ علامت لگانا بالکل غلط ہے کیونکہ اس کے بعد والا جملہ ﴿حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ اس سے حال ہے اور فن کی رو سے ذوالحال اور حال کے درمیان وقف کرنا بہتر نہیں، نیز اگر اس جگہ وقف کر دیں تو اس کے بعد والے لفظ کو مبتدا یا مبتدا محذوف کی خبر ماننا پڑے گا حالانکہ حال ہونے کی بنا پر وہ منصوب ہے۔
- اسی طرح پاکستانی مصاحف میں ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا﴾ [البقرۃ: ۱۱۶] کے بعد علامت وقف [لا] لکھی ہوئی ہے، یعنی اس جگہ وقف نہ کیا جائے۔ اس آیت مبارکہ کا ترجمہ ہے کہ ''انہوں (یعنی) کافروں نے کہا: کہ اللہ نے اولاد پکڑ رکھی ہے۔'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: [سُبْحٰنَهٗ] ''کہ اللہ تعالیٰ (اس تہمت سے) پاک ہے۔'' گویا کہ ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا﴾ تک کافروں کا کلام ہے اور اس کے بعد: [سُبْحٰنَهٗ] اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اگر اس جگہ وقف نہ کریں تو محسوس ہوتا ہے کہ شاید [سُبْحٰنَهٗ] بھی کافروں کا ہی کلام ہے۔ جس سے معنی کی قباحت واضح ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس جگہ ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا﴾ کے بعد علامت وقف [لا] کی بجائے [قلے] ہونی چاہئے تھی، جس کا مطلب ہے کہ یہاں وقف کرنا اولیٰ ہے۔ تاکہ کفار کی بات اور اللہ تعالیٰ کے جواب میں فرق ہو جائے۔ ہاں البتہ: ﴿مَا كَانَ لِلّٰهِ أَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ﴾ [مریم: ۳۵] میں [وَلَدٍ] کے بعد علامت وقف [لا] درست ہو سکتی ہے کیونکہ وہ سارا اللہ تعالیٰ کا ہی کلام ہے۔
- اسی طرح تاج کمپنی کے مصحف میں سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۳۱ میں ﴿إِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ أَسْلِمْ﴾ کے بعد علامت وقف [لا] لگائی ہوئی ہے، جو وقف نہ کرنے پر دلالت کرتی ہے، حالانکہ معنوی اعتبار سے یہاں وقف کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے کیونکہ [أَسْلِمْ] اللہ کا حکم ہے اور اس کے بعد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا جواب ہے۔
- اسی طرح سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۳۶ میں ﴿إِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ﴾ کے بعد علامت وقف [ط] لگائی ہوئی ہے، جو وقف مطلق پر دلالت کرتی ہے، حالانکہ معنوی اعتبار سے یہاں وقفِ لازم کی علامت ہونی چاہئے تھی تاکہ [يَسْمَعُوْنَ] اور [وَالْمَوْتٰى] میں تفریق ہو جائے، کیونکہ مردے سنتے نہیں ہیں۔ مجمع ملک فہد کے مطبوعہ قرآن مجید میں اس مقام پر وقف لازم کی علامت [م] ہی لگی ہوئی ہے۔
- سورۃ البقرۃ: ۲۴۶ میں ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى﴾ کے بعد وقف لازم کی علامت [م] لگی ہوئی ہے، حالانکہ معنوی طور پر یہاں وقف کی ضرورت ہی نہیں ہے، کیونکہ جن سرداروں کا تذکرہ اللہ نے پہلے کیا ہے انہیں کی بات آگے چل رہی ہے، نئی بات شروع نہیں ہوئی کہ یہاں لازماً وقف کیا جائے۔
- اسی طرح سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۵۸ میں ﴿أَنْ آتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ﴾ کے بعد وقف لازم کی علامت [م] لگی ہوئی ہے، حالانکہ معنوی طور پر یہاں بھی کسی علامت کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ جس بادشاہ کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے کیا ہے، اسی کی بات آگے چل رہی ہے، نئی بات شروع نہیں ہوئی کہ لازماً وقف کیا جائے۔
- سورۃ المائدۃ: ۲۷ میں ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ﴾ کے بعد وقف لازم کی علامت [م] لگی ہوئی ہے، حالانکہ معنوی طور پر یہاں بھی کسی علامت کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ آدم علیہ السلام کے بیٹوں کا تذکرہ اللہ نے اس سے پہلے کیا ہے، انہیں کی بات آگے چل رہی ہے، کوئی نئی بات شروع نہیں ہوئی کہ یہاں لازماً وقف کیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- سورۃ الاعراف: ۱۶۳ میں ﴿ وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ﴾ کے بعد وقف لازم کی علامت [م] لگی ہوئی ہے، حالانکہ معنوی طور پر یہاں بھی کسی علامت کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ جس بستی کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے کیا ہے، اسی کی بات آگے چل رہی ہے۔
- اسی طرح سورۃ یونس: ۷۱ میں ﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوْحٍ ﴾ کے بعد وقف لازم کی علامت [م] لگی ہوئی ہے، حالانکہ معنوی طور پر یہاں بھی کسی علامت کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ نوح علیہ السلام کا تذکرہ اللہ نے اس سے پہلے کیا ہے، انہیں کی بات آگے چل رہی ہے، نئی بات شروع نہیں ہوئی کہ یہاں لازماً وقف کیا جائے۔ واضح رہے کہ مذکورہ پانچوں مثالوں میں مجمع ملک فہد کے مطبوعہ مصاحف میں ان مقامات پر کوئی علامتِ وقف موجود نہیں ہے۔
- سورۃ ھود: ۶۱ میں ﴿ وَاِلٰی ثَمُوْدَ أَخَاهُمْ صٰلِحاً ﴾ کے بعد وقف لازم کی علامت [م] لگی ہوئی ہے، حالانکہ معنوی طور پر یہاں بھی کسی علامت کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ جس نبی کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے کیا ہے، اسی کی بات آگے چل رہی ہے، کوئی نئی بات شروع نہیں ہوئی کہ اس مقام پر لازماً وقف کیا جائے۔ نیز یہاں ایک بات اور قابل غور ہے کہ ایک رکوع پہلے ﴿وَاِلٰی عَادٍ أَخَاهُمْ هُوْداً ﴾ اور ایک رکوع بعد ﴿ وَاِلٰی مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْباً ﴾ کے بعد وقف لازم کی علامت [م] کی بجائے وقفِ مطلق کی علامت [ط] لگائی ہوئی ہے، حالانکہ مذکورہ تینوں مقامات کا اندازِ تکلم ایک جیسا ہی ہے، پھر انکے درمیان رموز واوقاف کا یہ فرق کیوں؟
- مصاحف کے حاشیہ پر بعض ایسی علاماتِ وقف لکھی ہوئی ہیں جن کی استنادی حیثیت واضح کی جانی چاہئے، مثلا وقف النبی، وقف منزل اور وقف غفران وغیرہ، ان سے مراد اور ان کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

اچھی کاوش

مجمع الملك فهد لطباعة القرآن الكريم سعودی عرب، دُنیا کا وہ منفرد ادارہ ہے جسے رسم عثمانی، ضبط، علم الفواصل اور رموز واوقاف کے معروف قواعد کے ساتھ قرآنِ مجید کی طباعت کا اعزاز حاصل ہے۔ سعودی عرب کے اس ادارے کو نہ روایتِ حفص کا مستند ترین مصحف چھاپنے کا اعزاز حاصل ہے، بلکہ اس نے دیگر متداوِل روایات (ورش، قالون اور دوری) میں بھی کروڑوں کی تعداد میں مصاحف چھاپ کر مفت تقسیم کئے ہیں۔

مجمع ملک فہد کی طرز پہ مکتبہ دار السلام لاہور نے حال ہی میں رسم عثمانی، علم الفواصل اور رموز واوقاف کے مطابق مصحف طبع کیا ہے جو اس باب میں ایک اچھی اور قابل ستائش کاوش ہے، اگرچہ اس میں علم الضبط کے حوالے سے بہتری کی کافی گنجائش باقی ہے۔ دیگر طباعتی اداروں کو بھی اس اچھی روایت پر عمل کرنا چاہیے۔

عالمِ اسلام اور حکومتِ پاکستان سے اپیل

محقق اہل علم وقراء کرام اس امر سے بخوبی واقف ہیں اور اس کوتاہی کو بڑی شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ پاکستان میں مطبوعہ مصاحف کے اندر رسم، ضبط، فواصل اور اوقاف کی متعدد اغلاط پائی جاتی ہیں، جن کی تصحیح از بس ضروری اور ذمہ داران پر واجب ہے۔ پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم نے اپنی کتاب 'قرآن وسنت، چند مباحث' میں اس امر کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے اور بڑی تفصیل کے ساتھ پاکستانی مصاحف کی اغلاط کی نشاندہی کی ہے۔ اس سلسلہ میں ماہنامہ رشد کے قراءات نمبر اول میں قاری رشید احمد تھانوی صاحب کے 'رسم عثمانی اور پاکستانی مصاحف کی صورتحال' نامی مضمون کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔

پاکستان میں سرکاری سطح پر اگرچہ طباعت قرآن کا ایک اعلی ادارہ [پنجاب قرآن ہاؤس لاہور] چند سال قبل بنایا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا، جس کے قیام کا مقصد ایک معیاری اور رسم وضبط کی اغلاط سے پاک قرآن مجید کی طباعت تھا اور اس بورڈ نے محنت سے کام لے کر رسم وضبط کی اغلاط سے پاک ایک معیاری مصحف چھاپنے کی بجائے ''حلوائی کی دکان پر دادا جی کی فاتحہ خوانی'' کرتے ہوئے 'قدرت اللہ کمپنی اردو بازار لاہور' کے مصحف پر 'پنجاب قرآن ہاؤس لاہور' کا سرورق لگا کر ایک ماڈل مصحف کے طور پر چھاپ دیا ہے۔ اس ماڈل مصحف کی صورتحال بھی دیگر پاکستانی مصاحف سے مختلف نہیں ہے۔اس میں بھی دیگر پاکستانی مصاحف کی طرح رسم کی متعدد اغلاط پائی جاتی ہیں۔ البتہ اس مصحف کا کاغذ اور جلد دیگر مصاحف کی نسبت معیاری اور مضبوط ہے، جس پر حکومت پنجاب 'مبارکباد' کی مستحق ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ طباعتِ قرآن مجید میں رسم عثمانی (جو کہ توقیفی اور صحتِ قراءات کیلئے ایک معیار ہے اور اس کے خلاف قرآنِ مجید کی کتابت کرنا حرام ہے) ضبط اور اوقاف سمیت تمام پہلوؤں کا لحاظ رکھا جائے۔

ہماری عالم اسلام سے بالعموم اور حکومتِ پاکستان سے بالخصوص اپیل ہے کہ وہ مجمع فہد کی طرز پر ماہرین فن پر مشتمل ایک لجنة مراجعة المصحف قائم کرے، جو رسم وضبط اور رموز اوقاف وغیرہ لازمی امور کو سامنے رکھ کر ایک معیاری مصحف کی تیاری کرے، جسے قانونی طور پر انجمن حمائت اسلام کے مصحف کی جگہ پر معیاری مصحف قرار دیا جائے اور تمام طباعتی اداروں کو اس مصحف کی مطابقت کا پابند کیا جائے، نیز کوئی بھی طباعتی ادارہ اس لجنة (کمیٹی) کی اجازت وسرٹیفکیٹ کے بغیر کسی مصحف کی طباعت نہ کر سکے۔اسی طرح حکومت کو یہ بھی چاہیے کہ وہ قرآنِ مجید کی طباعت کرنے والے مطابع اور اداروں کو اس امر کا پابند بنائے کہ کمیٹی کی اجازت کے ساتھ ساتھ وہ صرف اور صرف اعلیٰ معیاری کاغذ اور مضبوط جلدی بندی کے ساتھ ہی مصاحف کے طباعت کر سکتے ہیں۔اگر حکومتی ذمہ داران یہ عظیم الشان خدمت سرانجام دے دیتے ہیں تو ان شاء اللہ یہ صدقہ جاریہ ہوگا اور روز قیامت ان کیلئے باعثِ نجات بنے گا۔

اگر حکومتِ پاکستان کیلئے ایسا ادارہ قائم کرنا یا ایسی کمیٹی تشکیل دینا مشکل ہے تو عالم اسلام کے مرکز سعودی عرب یا مکتبہ دار السلام لاہور، جامعہ لاہور الاسلامیہ اور دیگر علوم القراءات کی تعلیم دینے والے ادارے [جن کے پاس اللہ کے فضل وکرم سے رسم وضبط کے ماہرین کی ایک جماعت موجود ہے] کے تعاون سے مراجعت کروا کر ایک ماڈل مصحف تیار کر کے تمام طباعتی اداروں کو اسی رسم کے مطابق طباعت قرآن مجید کا پابند کر دیا جائے۔ طباعتی اداروں کو پابند بنانے کا قانون تو موجود ہے، البتہ کمزوری صرف یہ ہے کہ غلطی کو غلطی نہیں سمجھا جارہا۔

ہم آخر میں پھر واضح کرنا چاہیں گے کہ رسم عثمانی توقیفی ہے، لہٰذا اس کے خلاف کتابتِ قرآن مجید حرام ہے مگر ضبط چونکہ اجتہادی ہے اور اس کو رسم عثمانی جیسا تقدس حاصل نہیں ہے۔ اگر اس میں بہتری کی جا سکے تو بہت اچھا ہے وگرنہ آسانی کی غرض سے انہی علامات کو ہی 'قواعد کے مطابق' لگایا جا سکتا ہے، کیونکہ ضبط کے معاملے میں خود سلف صالحین کے ہاں بھی اختلاف پایا جاتا ہے، مثلاً ہمزہ وصلی کی علامت کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس پر کونسی علامت لگائی جائے۔اسی طرح فاء اور قاف کے نقطوں کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔اہل مشرق فاء کے اوپر ایک نقطہ اور قاف کے اوپر دو نقطے لگاتے ہیں، جبکہ اہل مغرب فاء کے نیچے ایک نقطہ اور قاف کے اوپر ایک نقطہ لگاتے ہیں۔ البتہ یہ کوشش ضرور کی جانی چاہیے کہ پوری دنیا میں تمام مطبوع قرآن مجید یکساں ہوں اور ان کا ایک ہی ضبط معروف ہو، نیز تمام لوگوں کو اسی سے متعارف کروایا جائے۔ اور اگر ایسا ممکن ہو جائے تو عوامی علامات ضبط کے بالمقابل اہل فن کے مقرر کردہ علامات ضبط کو اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ وما توفيقي إلا بالله

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ